بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ!

سرزمین پاک پر دینی مدارس کا وجود پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے قدیم تر ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ سرزمین ہند پر پاک وطن کا قیام انہی مدارس کی بدولت عمل میں آیا، یہ مدارس ہی کے لوگ تھے جنہوں نے دوقومی نظریہ کی داغ بیل ڈالی اورنظریہ کی بنیاد پر قیام پاکستان کا نہ صرف مطالبہ کیا۔ بلکہ آزادی کی تحریکیں شروع کیں، علامہ فضل حق خیرآبادی ایک مدرسہ ہی کے طالب علم، استاذ اور رہنما تھے جنہوں نے آزادی ہند کی تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا۔ تاآنکہ ان پر حکومت برطانیہ کے خلاف بغاوت کا مقدمہ قائم ہوا اور کالے پانی کی سزا سنائی گئی۔ ان کے خلاف انگریز حکومت کی ایف آئی آر اسی تحریک کے ہراول دستے کی حیثیت سے کام کرنے کا رد عمل تھی۔ اوران کی شہادت انگریز دشمنی کا ثمرہ تھی۔

تحریک پاکستان میں قائداعظم محمد علی جناح کو جن قائدین تحریک آزادی کی سپورٹ اور اسٹریٹ پاور پر اعتماد تھا وہ مسلم لیگ کی اپنی اسٹریٹ پاور سے زیادہ خانقاہی نظام اورمدارس سے وابستہ دینی طبقہ کے افراد پر مشتمل تھی' سیاسی وابستگی کے حامل افراد کا سیاسی وفاداریاں تبدیل کرلینا عام بات ہے اوراس کی مثالوں سے تاریخ ہندو پاک بھری پڑی ہے لیکن روحانی و مذہبی وفاداریاں تبدیل ہونے کے واقعات معدوم ہیں۔ جو جس شیخ طریقت سے وابستہ ہے دل وجان سے ہے اور اس کی اتباع کو اپنے لئے اعزاز خیال کرتا ہے کہ اتباع مرشد میں اسے اتباع رسول ﷺ ملتی ہے۔

خانقاہی نظام اوردینی مدارس کے نظام کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ رہا ہے، متحدہ ہندوستان کے دینی مدارس کسی نہ کسی شیخ طریقت اورکسی نہ کسی خانقاہ کے تابع رہے ہیں، اس لئے کہ مدارس کے منتظمین ومدرسین کا تعلق کسی نہ کسی شیخ سلسلہ سے قائم رہا ہے، جو بے سلسلہ لوگ تھے وہ بھی جلد یا بدیر وقتی مصلحتوں یا عوامی دباؤ کے پیش نظر کوئی نہ کوئی سلسلہ قائم کرنے پر مجبور ہوئے اور یوں مدارس اور خانقاہی نظام کے زیر اثر تعلیم وتربیت پانے والے افراد کی تیاری روز افزوں ہوتی رہی۔

آج بھی دینی مدارس کی ایک بڑی تعداد وطن عزیز میں موجود ہے۔ ان مدارس کے قیام

کے مقاصد ہر دور میں فروعی طور پر اگرچہ مختلف رہے ہوں تاہم اصولی طور پر ان سب کا مقصد قیام ایک ہی ہے اور وہ ہے۔ دینی علوم کی ترویج واشاعت۔

آج یہ موضوع بعض حلقوں میں اکثر زیر بحث رہتا ہے کہ کیا یہ مدارس اپنے مقصد قیام کو پورا کررہے ہیں یا نہیں؟ نیز ان مدارس کے فاضلین کا مستقبل معاشی اعتبار سے روشن ہے یا نہیں۔ اور پھر اسی فکر معاش کی بنیاد پر مفت کے مشورے آنا شروع ہوجاتے ہیں کہ اگر نصاب میں یہ تبدیلی ہو جائے، وہ تبدیلی آجائے تو ان بے چاروں کے روزگار کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ فاضلین مدارس کے روزگار کی فکر ان دانشوروں کو زیادہ ہے جو خود ہر سال ملکی دانشگاہوں سے سینکڑوں نہیں ہزاروں بے روزگار پیدا کرتے ہیں۔ اور ملک کے لئے بے روزگاری کے مسئلہ کو گھمبیر تر بناتے ہیں۔

مدارس اسلامیہ دینیہ کے فارغ التحصیل نوجوان علماء مدارس کی تحریک پر یا ازخود گزشتہ چند برسوں سے مدارس سے فراغت کے بعد سرکاری جامعات کا رخ کررہے ہیں اور ہمارے نزدیک یہ حوصلہ افزا بات ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں ملک کی تمام بڑی جامعات میں دینی مدارس کے فاضلین کے ایم فل اور پی ایچ ڈی میں داخلہ کے حوالہ سے رجحان میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ اب مدارس اسلامیہ کے فیض یافتہ (مستند علماء) یونیورسٹیز سے مستفید ومستند ہونے کیلئے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے فارغین (ایم اے ز) کے ساتھ مصاحبت فرمارہے ہیں جس سے ملکی جامعات (Universities) کی تحقیق کی کلاسز میں ایک نیا رنگ دیکھنے میں آرہا ہے۔ اس صورتحال سے کچھ دانشوران جامعات خائف ہیں تو کچھ مدارس کے لوگ بھی پریشان۔ مدارس کے مخلصین کی پریشانی صرف اتنی ہے کہ وہ محنت جو ان طلبہ کی دینی تربیت پر ہوچکی ہے اور جس کا مقصد اچھے علماء پیدا کرنا تھا، وہ ان کے جامعاتی ماحول میں چلے جانے سے کہیں جاتی نہ رہے۔ اور ان پر دنیا غلبہ نہ کرلے۔ یہ احساس وفکر صوفی اثرات کی بناء پر ہے کہ صوفیاءِ کرام نے ہمیشہ اپنے متعلقین کو دنیا میں ڈوب جانے اور کھو جانے سے بچنے کی تاکید وتلقین کی ہے۔ تاہم انہیں دنیا میں اس طرح رہنے کی ہمیشہ نصیحت کی جس طرح کی نصیحت سرکار دوعالم ﷺ نے فرمائی کہ **کن فی الدنیا کعابری سبیل**.......... کہ دنیا میں یوں رہو جیسے کوئی مسافر کہیں قیام کرتا ہے۔ اصحاب مدارس کی یہ پریشانی تجربہ کی بنیاد پر ہے کہ بعض طلبہ مدارس نے واقعتاً ایسا ہی کیا کہ جامعاتی زندگی کا حصہ بن کر (بقیہ صفحہ نمبر ۷۵، ۷۶ پر)

☆ تخصیص العام بالنیة مقبولة دیانة لا قضاء ☆